بسم اللہ الرحمن الرحیم

بولی لگا کر قربانی کا جانور خریدنا

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا بولی لگا کر قربانی کے لیے جانور خریدنا، جائز ہے؟

سائل: (عاطف عطاری، جھنگ)

جواب

بولی لگا کر اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے، البتہ یہ بات ضروری ہے کہ اس خرید و فروخت میں کسی طرح کے دھوکے اور جھوٹ سے کام نہ لیا جائے، مثلاً جس شخص کا خریدنے کا ارادہ نہ ہو، وہ اس لیے بولی لگائے کہ چیز کی قیمت مزید بڑھ جائے تاکہ اصل خریدار اس بولی کو سن کر مزید اوپر کی قیمت لگائے، تو ایسے شخص (جس کا خریدنے کا ارادہ نہ ہو اس) کا بولی میں شامل ہونا دھوکہ اور ناجائز و گناہ ہے۔ عموماً مارکیٹ میں ایسے لوگ بعض دوکانداروں نے رکھے ہوتے ہیں تاکہ وہ مصنوعی بولی لگا کر دوسرے خریداروں کو پھنساتے رہیں، یہ طریقہ جائز نہیں، حدیث پاک میں ایسی بولی سے منع کیا گیا ہے۔

بولی کے جائز ہونے سے متعلق جامع ترمذی میں ہے: ”عن انس ابن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باع حلسا وقدحا وقال: من یشتری ھذا الحلس والقدح فقال رجل: اخذتھما بدرھم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من یزید علی درھم؟ من یزید علی درھم؟ فاعطاہ رجل درھمین: فباعھما منہ“ ترجمہ: حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حلس (اونٹ کے کجاوے کے نیچے رکھنے والا کپڑا) اور پیالہ بیچنے سے پہلے ارشاد فرمایا: کون اس کپڑے اور پیالے کو خریدے گا؟ تو ایک شخص نے عرض کی: میں ان دونوں کو ایک درہم کے بدلے میں خریدوں گا، تو رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو مرتبہ فرمایا: ایک درہم سے زیادہ میں کون خریدے گا؟ ایک شخص نے دو درہم پیش کیے، تو آقا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے ہاتھ دونوں چیزیں بیچ دیں۔ (جامع ترمذی، جلد3، صفحہ514، مطبوعہ شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ، مصر)

مذکورہ حدیث پاک کی شرح میں علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1014ھ/1605ء) لکھتے ہیں: ”فیہ جواز الزیادۃ علی الثمن اذا لم یرض البائع بما عین الطالب فقال النووی رحمہ اللہ تعالی ھذا لیس بسوم لان السوم ھو ان یقف الراغب والبائع علی البیع ولم یعقداہ فیقول الآخر للبائع: انا اشتریہ وھذا حرام بعد استقرار الثمن واما السوم بالسلعۃ التی تباع لمن یرید فلیس بحرام“ ترجمہ: اس حدیث میں اس بات کے جواز کا ثبوت ملتا ہے کہ شے کی قیمت میں زیادتی کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ابھی تک بیچنے والا، خریدار کی بتائی ہوئی قیمت پر راضی نہ ہوا ہو۔ امام نووی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ ناحق بولی لگانا نہیں، کیونکہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ بیچنے والا اور خریدنے والا ایک قیمت پر راضی ہو چکے ہوں اور ابھی تک ایگریمنٹ نہ کیا ہو،

پھر کوئی دوسرا شخص آکر بیچنے والے سے کہے : میں اسے (اس سے زیادہ قیمت میں) خریدتا ہوں، تو قیمت طے ہونے کے بعد ایسا کرنا حرام ہے، البتہ جو سامان ابھی تک بولی پر بِک رہا ہو، تو اس کا ریٹ لگانا حرام نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، جلد 5، صفحہ 1940، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

شیخ الاسلام ابو الحسن علی بن حسین سُغدی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات : 461ھ/1068ء) لکھتے ہیں : ”الثالث عشر بیع من یزید ویجوز لکل احد ان یدخل فیہ ویزید علی ثمن صاحبہ ویاخذہ بہ“ ترجمہ : خرید و فروخت کی تیرہویں قسم بیع من یزید (بولی کی بیع) ہے۔ ہر شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ اس بیع میں شامل ہو کر دوسرے کی قیمت پر مزید اضافہ کرے اور اس زیادہ قیمت کے بدلے چیز کو حاصل کرلے۔ (النتف فی الفتاوی، جلد 1، صفحہ 441، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات : 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں : ”اگر اب تک دام طے نہیں ہوا ایک ثمن پر دونوں کی رضامندی نہیں ہوئی ہے، تو دوسرے کو دام چُکانا منع نہیں، جیسا کہ نیلام میں ہوتا ہے اس کو بیع من یزید کہتے ہیں یعنی بیچنے والا کہتا ہے جو زیادہ دے لے لے، اس قسم کی بیع حدیث سے ثابت ہے۔“ (بہارِ شریعت، جلد 2، حصہ 11، صفحہ 723، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جس شخص کا خریدنے کا ارادہ نہ ہو، اُسے بولی کی بیع میں شامل ہونے سے متعلق صحیح بخاری میں ہے : ”نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النجش“ ترجمہ : نبیِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بیع میں نجش (جھوٹی بولی لگانے) سے منع فرمایا۔ (صحیح البخاری، جلد 3، صفحہ 192، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

مذکورہ حدیث کی شرح میں فقیہ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات : 1421ھ/2000ء) لکھتے ہیں : ”نجش کے معنی شکار بھڑکانے کے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ کچھ عیار سودا بیچنے والے دو ایک آدمیوں کو رکھتے ہیں جب کوئی گاہک دام لگاتا ہے، تو وہ آجاتا ہے اور بڑھ کر بولی بولتا ہے تاکہ گاہک بھی مزید دام بڑھا دے، چونکہ یہ دھوکہ ہے اس لیے حرام ہے۔“ (نزھۃ القاری شرح بخاری، جلد 3، صفحہ 494، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاھور)

علامہ بُرہانُ الدین مَرغینانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات : 593ھ/1196ء) لکھتے ہیں : ”نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النجش : وھو ان یزید فی الثمن ولا یرید الشراء لیرغب غیرہ قال علیہ السلام : ولا تناجشوا“ ترجمہ : رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نجش سے منع فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص قیمت میں اضافہ کرے، حالانکہ اس کا خریدنے کا ارادہ نہ ہو، تاکہ دوسرا شخص اس چیز کو خریدنے میں رغبت رکھے۔ نبیِ کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا : نجش نہ کرو۔ (الھدایہ، جلد 03، صفحہ 53، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے : ”نجش مکروہ ہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس سے منع فرمایا۔ نجش یہ ہے کہ مبیع کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گاہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر

خریدلے اوریہ حقیقۃً خریدار کو دھوکا دینا ہے، جیسا کہ بعض دُکانداروں کے یہاں اس قسم کے آدمی لگے رہتے ہیں، گاہک کو دیکھ کرچیز کے خریدار بن کر دام بڑھادیا کرتے ہیں اوران کی اس حرکت سے گاہک دھوکا کھاجاتے ہیں۔ گاہک کے سامنے مبیع کی تعریف کرنا اور اُس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جونہ ہوں تاکہ خریدار دھوکا کھاجائے، یہ بھی نجش ہے۔"(بہارِشریعت، جلد2، حصہ 11، صفحہ 723، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ نمبر: FSD-9923

تاریخ اجراء: 25 شوال المکرم 1447ھ/14 اپریل 2026ء